ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم

وحدتِ ملّی

مسلمانوں کو قرآن کریم نے یہ حقیقت سمجھائی کہ تمام نوعِ انسان ایک اُمت یا ایک یونٹ ہیں، اور نوعِ انسانی کو ایک ہی برادری قرار دینے کے مضمون کو کئی طرح سے بیان فرمایا۔ کہیں ارشاد ہے کہ کان الناس امۃ واحدۃ یعنی تمام انسان دراصل ایک ہی برادری ہیں۔ اسی تعلیم کی شرح میں علامہ اقبالؒ نے درست فرمایا ہے کہ :

حرفِ اُمّت را زہا دارد بسے

امّ عربی میں ماں کو کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے تمام انسان گویا ماں جائے بھائی ہیں۔ لیکن یہ برادری عالمگیر ہو کر یک رنگ نہ رہ سکتی تھی۔ زبانوں، رنگوں اور مزاجوں کا اختلاف ایک لازمی امر تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انسانی اخوت ہم رنگی نہیں بلکہ مقاصدِ حیات میں ہم آہنگی ہے۔ آجکل دنیا میں جنھیں اقوام کہتے ہیں۔ قرآنی زبان میں ان کو شعوب و قبائل کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شعوب و قبائل میں تقسیم بھی مشیت الٰہی سے ہی پیدا ہوئی ہے۔ وجعلنا کم شعوبًا وقبائِل لتعارفوا پھر اللہ تعالیٰ نے یہ بھی نہیں چاہا کہ رسوم، رواج اور اطوار زندگی میں تنوع اور رنگا رنگی نہ رہے۔ اس لئے یہ وضاحت بھی فرما دی کہ بکل جعلنا منکم شرعۃً ومنہاجا۔ ہم نے مختلف ملتوں کے لئے آئین اور طریقِ حیات بنا دئے ہیں۔ زبانوں اور رنگوں اور رسوم و شعائر کی یہ بوقلمونی آیاتِ الٰہی ہیں۔ اور آیاتِ الٰہی کو کوئی مٹا نہیں سکتا۔ انّ فی خلق السّمٰوات والارض واختلاف السنتکم والوانکم لایات العالمین آسمانوں اور زمینوں کی بناوٹ اور زبان اور رنگ کے تنوع میں اہلِ علم کے لئے خدائی حکمت اور خلاقی کی نشانیاں ہیں۔

انسانوں کی کج اندیشیوں اور خود غرضیوں نے اس اختلاف کو جو رحمت کی علامت تھی مخالفت میں تبدیل کر لیا۔ شعوب و قبائل ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہو گئے۔ کہیں رنگ کے مختلف ہونے کی وجہ سے، کہیں زبان کے اختلاف پر، کہیں دین کے نام پر، کہیں رسوم رواج کے الگ ہونے کی وجہ سے انسانی برادری میں متخاصم گروہ بن گئے۔ اخلاق کے معیار اپنے اور دوسروں کے لئے الگ کر لئے۔ اپنوں سے پاسِ وفا اور دوسروں کے ساتھ بدعہدی۔ اپنے اندر عدل اور اغیار کے ساتھ ظلم ایک مسلمہ شیوہ بن گیا۔ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قبل کے انبیاء اپنی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے کہ خود اپنی اپنی قوم کو اندرونی بداخلاقی سے پاک کریں۔ تاکہ وہ ترقی کر کے بعد میں غیر اقوام کے ساتھ بھی عدل و رحم برت سکیں۔ اسلام نے اس بارے میں ایک عالمگیر انقلاب پیدا کیا۔ اسلام کی پہلی مخاطب قوم میں شعوب و قبائل کے درمیان گہری خندقیں حائل تھیں۔ قبائلی تعصب کی کوئی انتہا نہ تھی۔ اخلاق کی کوئی ایسی شق نہ تھی جس کا اطلاق یکساں

طور پر یا روا اغیار سب کے ساتھ مساوی ہو۔ عرب میں اس قبائلی عصبیت اور خانہ جنگی کا نہایت قبیح منظر تھا۔ عالمگیر انسانیت اور اخوت و مساوات کا کوئی تصور وہاں موجود نہ تھا۔ یہ مخالفت ہزارہا برس میں پختہ ہو کر قلوب کی گہرائیوں اور تحت الشعور میں داخل ہو گئی تھی۔ قرآن ایسی زندگی کو جہنمی زندگی کہتا ہے۔ اسلام نے ان قلوب میں کتنا بڑا انقلاب پیدا کیا کہ یہ قبائل اپنی دیرینہ عداوتوں کو بھول کر ایک برادری بن گئے۔

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا و کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔

تم پر اللہ نے جو انعام فرمایا ہے اسے یاد کرو تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں باہمی الفت پیدا کر دی اور اس کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ تم آتشیں گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے۔ مگر اس نے تمہیں گرنے سے بچا لیا۔

مسلمانوں میں یہ اخوت بطور نمونہ قائم کی گئی تھی مقصود آخری تمام نوع انسانی میں یہی برادری کا احساس پیدا کرنا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ مرور ایام سے مسلمان دوسروں کے لئے اخوت اور مساوات کا نمونہ بننے کی بجائے پھر اسی قومی نسلی اور قبائلی تعصب کا شکار ہونے لگے۔ یہاں تک کہ پھر قعر مذلت میں گر گئے یا جہنم کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ گئے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں اگر تخریبی عناصر کو ڈھونڈا جائے۔ تو ایک بڑا عنصر یہی گروہی تعصب دکھائی دیتا ہے۔ مذہبی فرقوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور قبائلی تعصب کے ساتھ مل کر یہ مرکب ملت کی رگ و پے میں زہر قاتل کی طرح سرایت کر گیا۔

جب ہندوستان کے مسلمانوں میں بیداری پیدا ہوئی۔ اور خودداری کا جذبہ ابھرا تو پھر انھوں نے اپنی نشاۃ ثانیہ کے لئے وحدتِ ملت کا نعرہ بلند کیا۔ اس وسیع کرۂ ارض میں مسلمان ایک ایسی ملت کی اکثریت میں گھر گئے تھے۔ جس کی ثقافت کی بنیاد ہی ذات پات اور چھوت چھات پر تھی مسلمانوں نے دیکھا کہ ہزار کوشش سے بھی اس متحدہ وطن میں انھیں کوئی مساوات کے حقوق حاصل نہیں ہو سکتے۔ پاکستان کا نعرہ وحدتِ ملتِ اسلامیہ کا نعرہ تھا۔ کہ مسلمان جس گوشے میں بھی ہیں وہ ایک مخصوص تہذیب کی قوم ہیں۔ وہ سب اس وسیع براعظم میں کچھ ایسے خطے حاصل کرنا چاہتے ہیں، جہاں وہ اس تہذیب کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن پاکستان بننے کے بعد لوگ قبائلی بن گئے۔ انگریزوں نے اپنی سیاست اور سہولت کی خاطر صوبوں کی حدود بندی کر دی تھی۔ اور ان حکمرانوں کے نزدیک بھی یہ حدود کچھ پائدار حیثیت نہ رکھتے تھے جب چاہتے تھے نظم و نسق پر کسی ایک صوبے کو دوسرے کے ساتھ جوڑ دیتے تھے۔ اور پھر کسی مصلحت سے کسی ایک صوبے کے دو ٹکڑے کر دیتے تھے۔ پاکستان کے حصے میں جو خطے آئے وہاں انگریزوں کی آخری صوبائی تقسیم کے حدود موجود تھے۔ لیکن پاکستان ان حدود کو مضبوط کر کے ایک دوسرے کے درمیان دیوار آہنی قائم کرنے کے لئے نہ بنایا گیا تھا مشرقی اور مغربی پاکستان کی جغرافیائی

تقسیم ایک لحاظ سے فطری تقسیم تھی۔ دُور دراز کے ممالک کو جن کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ ہو ایک ہی نظم و نسق میں وابستہ کرنا طرح طرح کی دشواریاں پیدا کرتا ہے۔ مشرقی پاکستان اپنے آپ کو ایک متحدہ صوبہ سمجھتا رہا۔ لیکن مغربی پاکستان میں کوتاہ اندیش اور خود غرض جاہ طلبوں نے ایک محدود مملکت کے نو حصے کر ڈالے اور نو حصوں کے رہنے والوں میں عصبیت کو استوار کرنا شروع کیا۔ پاکستانی اور مسلمان ہونے کے باوجود ایک حصے کا رہنے والا دوسرے خطے میں رہنے والے کو غیر سمجھنے لگا۔ ایک حصے کا رہنے والا دُوسرے حصے میں مساوی حقوق کا شہری نہ رہا۔ ہر ایک صوبے کی گورنری الگ اور مجلس مقننہ الگ سرکاری ملازمتوں کی تنظیم الگ۔ اس کے بعد اپنی اپنی مختلف زبانوں کے علم بلند ہونے لگے پختونستان کا بے بنیاد مطالبہ کرنیوالے بولے کہ اگر پنجاب پنجابیوں کے لئے ہے۔ اور سندھ سندھیوں کے لئے اور بلوچستان بلوچیوں کیلئے ہے تو پختونستان پشتو بولنے والوں کے لئے الگ صوبہ اور نیم خود مختار مملکت کیوں نہ ہو۔ معزول شدہ دستور ساز اسمبلی میں ہر نمائندہ اپنی صوبائیت کے نقطہ نظر سے سوچنے کا عادی ہو گیا۔ مغرب کے ایک صحافی سیاح نے لکھا کہ میں نے پاکستان میں بنگالی بھی دیکھے اور پنجابی اور سندھی بھی۔ لیکن کسی ایسے شخص سے ملنے کا موقع نہیں ملا۔ جو خالص پاکستانی زاویۂ نگاہ بھی رکھتا ہو۔ ہمارے ہمسایہ ملک نے ہم پر طعنہ زنی شروع کی کہ وُہ وحدتِ اسلامیہ جس کی بنا پر برِ صغیر کو تقسیم کیا تھا۔ اس کا وجود کہاں ہے۔ جب الگ الگ قوموں اور خطوں کو ملازمتوں اور نمائندگی میں حصے بخرے کرنے اور الگ حقوق طلب کرنے تھے۔ تو پھر ملک کو تقسیم کرنے اور الگ مملکت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔

اگر پاکستان کی تشکیل میں شروع ہی میں یہ اعلان کر دیا جاتا کہ مشرقی پاکستان جغرافیائی مجبوریوں کی وجہ سے ایک یونٹ رہیگا۔ اور کُل کا کُل مغربی پاکستان ایک یونٹ ہو گا تو اِن چھ سات سالوں میں جو دھڑا بندیاں ہوئی ہیں ان سے ملّتِ اسلامیہ محفوظ رہتی۔ کہتے ہیں کہ دن کا بھولا اگر شام کو گھر واپس آ جائے۔ تو اسے بھولا نہیں کہنا چاہئیے۔ خدا ان اصحابِ بصیرت پر اپنی رحمت کی بارش کرے۔ جنہوں نے اس تخریب کو خطرۂ عظیم سمجھ کر جرأتِ ایمانی اور حکمتِ سیاسی سے بیک جنبشِ قلم اس تشتّد اور انتشار کو ملیا میٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ تو ملکڑوں کو الگ الگ ایڈمنسٹریٹو حصے سمجھ کر کوئی وسیع منصوبہ پروان نہیں چڑھ سکتا۔ بجلی ایک جگہ پیدا ہوتی ہے اور اس کا مصرف دُوسرے خطے میں ہے۔ یہی حال نہروں سے آبیاری اور کاشتکاری کا ہے۔ دُنیا کا معمولی سے معمولی معاشیات داں جب اس خطے پر سرسری نظر بھی ڈالے گا تو اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ اس خطے کو ایک اکائی تو کم یونٹ ہونا چاہیئے۔ ورنہ ترقی کے راستے میں بڑی رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔ اگر ہر خطہ کا بجٹ الگ ہو اور ہر سکیم کو اس نقطۂ نظر سے دیکھے کہ اس کو اس سے کیا حاصل ہو گا۔ تو یہ اختلاف شدید معاشی تخریب کا باعث ہو گا لیکن سب سے عظیم نقصان تہذیبی نقصان ہے۔ جو اس علیحدگی سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ یہاں کئی بولیاں بولی جاتی ہیں لیکن سب کی مشترک اور ثقافتی زبان ایک ہے۔ جہاں اسلام جیسا اخوّت و مساواتِ آفرین دین بھی ایک ہو اور پھر مقامی بولیوں کے علاوہ علمی اور ثقافتی زبان بھی ایک قوی عاملِ اشتراک موجود ہو۔ وہاں الگ الگ چھوٹی مملکتوں

اور طوائف الملوکی کے کیا معنی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے عوام نے الوان و السنہ کے اختلاف کے باوجود کبھی ایک دوسرے سے کوئی گہری مغائرت محسوس نہیں کی۔ اگر مسلمان یہی جذبۂ وحدت کھو بیٹھے اور مغربی پاکستان کو بھی بلقان بنا دے تو یہ رویّہ اس کے لئے دُنیا اور آخرت کا خسارہ ہے۔ اور پاکستانیوں کے لئے نہایت درجہ باعث شرم ہے۔ کیونکہ پاکستان کا ہر وزیراعظم اور رہبر لیڈر دُنیا میں عالمگیر اسلامی اخوّت کا علمبردار بنتا ہے۔ اور اپنا نصب العین یہ پیش کرتا ہے کہ بتدریج تمام ممالک اسلامیہ میں دینی اور ثقافتی وحدت کے علاوہ معاشی اور سیاسی وحدت بھی استوار ہوتی چلی جائے۔ دوسروں کو ہم کیا منہ دکھا سکتے تھے۔ اگر وہ الزاماً ہم سے یہ کہتے کہ تم اپنے گھر میں ایک محدود خطے کی تو متحدہ مملکت بنا نہیں سکتے۔ عالمگیر اسلامی وحدت کے قیام میں تم کیا رہبری کرو گے۔ دین اور زبان کے ایک ہونے کے بعد نظم و نسق اور معاشی وحدت ملت کو ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا سکتی ہے۔

کَاَنَّھم بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ اس وحدت کو ہر لحاظ سے استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلا اہم قدم اُٹھایا گیا ہے۔ آخری نصب العین یہ ہے کہ اس خطے کے رہنے والے تمام تعصبات کو مٹا کر ایک ملت اور ایک برادری بن جائیں۔